قرآن و حدیث کی روشنی میں جہاد کے فضائل اور اس کی اہمیت

# اسلام اور جہاد

مؤلف: حضرت علامہ سید زین العابدین [illegible]

پیشکش: مولانا فضیل رضا قادری عطاری



ناشر: سبزواری پبلیشرز

[illegible]

# یَا رَسُولَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا

سخت سرکش اور برہم ہے، زمانے کی ہوا
زلزلوں کی زد میں پیہم مرے ارض و سما
ختم ہونے کو نہیں آتا ہے دورِ ابتلا
یا رسول اللہ انظر حالنا

جوشِ آزادی سے ہیں سرشار کشمیری عوام
ظلم اُن پر توڑتے رہتے ہیں ہندی صبح و شام
ذرّہ ذرّہ مضطرب ہے وادیٔ کشمیر کا
یا رسول اللہ انظر حالنا

اِک عجب آشوب کی زد میں ہے ساری کائنات
سر پٹختی پھر رہی ہے دہر میں ہر سُو حیات
سانس لینا اس عقوبت گاہ میں مشکل ہوا
یا رسول اللہ انظر حالنا

خوں رُلاتا ہے مجھے اسلامیوں کا انتشار
اِن پہ اندر اور باہر سے ہے یلغارِ فشار
بہہ رہا ہے چار جانب ان کا خونِ ناروا
یا رسول اللہ انظر حالنا

تشنۂ تکمیل ہیں افغانیوں کی کوششیں
بن گئی ہیں سدِّ رہ طاغوتیوں کی سازشیں
کاروانِ حریّت ہے کش مکش میں مبتلا
یا رسول اللہ انظر حالنا

کب سے محرومِ اذاں ہے سر زمینِ مرسلین
قبلۂ اوّل ہے دستِ جور کے زیرِ نگیں
مِل رہی ہے ہم کو نافرمانیٔ حق کی سزا
یا رسول اللہ انظر حالنا

فتحِ دینِ اسلام ۔ شکستِ کفار

# مجاھدو! بڑھے چلو

نقیبِ صبحِ جاوداں اے غازیو! بڑھے چلو
چٹان راہ میں پڑے تو اس کو توڑ پھوڑ دو

سحر بہت قریب ہے مجاہدو! بڑھے چلو
عدو کی کیا مجال ہے تمہارے آگے آسکے

نقیبِ صبحِ جاوداں اے غازیو! بڑھے چلو
تمہاری ضرب اِلا اللہ کی کون تاب لاسکے

سحر بہت قریب ہے مجاہدو! بڑھے چلو
ہمارا عزم ہے بلند حوصلہ جوان ہے

قدم قدم ہو گلستان تم ایسے راہ نور ہو
افق کی روشنی طلوعِ صبح کا نشان ہے

یہ کہکشاں فلک پہ تیری راستے کی گرد ہو
شہید کی جو موت ہے وہ ہے دوامِ زندگی

نقیبِ صبحِ جاوداں اے غازیو! بڑھے چلو
یہی ہے ملک و قوم کیلئے پیامِ زندگی

سحر بہت قریب ہے مجاہدو! بڑھے چلو

# مکتوب گرامی

فاضل جلیل استاذ العلماء حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ ٹرسٹ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

مخدوم و محترم فاضل نوجوان محقق ذیشان حضرت صاحبزادہ سیّد محمد زین العابدین صاحب راشدی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام مسنون و دعائے مقرون کے معلوم ہوا کہ آپ کی ارسال کردہ کتاب 'قاسم ولایت' موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء یاد آوری اور کرم فرمائی کا شکریہ۔

محترم! آپ جس میدان تصنیف و تالیف میں کام کر رہے ہیں وہ قابل ستائش ہے۔ اگرچہ آج سے پندرہ بیس سال قبل یہ میدان بظاہر خالی تھا لیکن بحمدہٖ تعالیٰ درس و تدریس، تبلیغ و تقریر کے علاوہ ہمارے علمائے کرام و دانش وران کرام اور آپ جیسے محققین حضرات نے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اگرچہ ابھی بھی احقر مطمئن نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی غنیمت ہے اور وہ اس لئے عرض کر رہا ہے کہ نہ صرف علمائے اہل سنت اور محققانِ دیدور کو مختلف مسائل پر لکھنا چاہیے بلکہ ملکی حالات حاضرہ اور بین الاقوامی مسائل کے علاوہ 'جہاد کی اہمیت' پر بھی کام ہونا چاہیے۔

والسلام مع الاکرام

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

۱۱ اپریل ۲۰۰۲ء

جمیل احمد نعیمی

استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات

دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

# پہلے اسے پڑھئے

## مسلمانوں کیلئے جہاد کیوں ضروری ہے؟

**اللہ تعالیٰ** نے اس دنیا میں رہنے والے انسانوں کو اپنی زندگی اچھے طور طریقے کے مطابق گزارنے کیلئے اپنی کتابوں، صحیفوں اور انبیائے کرام علیہم اسلام کے ذریعے ہر دور میں رہنمائی عطا فرمائی تاکہ انسان آپس میں لڑائی جھگڑے اور ظلم و تشدد کا نشانہ نہ بنیں بلکہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔

**مگر** بنی نوع انسانوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جو شیطان لعین کے طریقے کو اپنانے میں اپنی عزت اور بقا سمجھنے لگے۔ ایسے لوگوں نے دنیا میں اپنی خواہشات کو حاصل کرنے کیلئے انسانوں میں انتشار اور فساد برپا کر کے اپنے مقاصد کو تو حاصل کر لیا مگر اس فسق و فساد کو ایک بڑی جنگ کی صورت میں بدل دیا۔ جس کا نتیجہ بالآخر انسانوں کا آپس میں ایک دوسرے کا قتل کرنے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ کبھی یہ جنگ عورت کی خاطر لڑی گئی، کبھی دولت کیلئے تو کبھی حکومت کیلئے۔ اسی طرح کبھی قومیت وطنیت اور قبائلیت کی عصبیت کا جذبہ انسانوں کو جنگ کے میدان میں لے آیا۔

**مکہ** میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ چند لوگوں نے اسلام قبول کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ کفار کو یہ بات بڑی ناگوار گزری اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو تکلیف دینا شروع کر دیں تو آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ مگر ان کفار و مشرکین نے انہیں یہاں بھی چین سے نہیں رہنے دیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم نازل ہوا اور بدر کے مقام پر کفر اور اسلام کی سب سے پہلی اور اہم ترین جنگ لڑی گئی جس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ اور کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ مسلمان کسمپرسی اور غربت کا شکار تھے جبکہ کفار ہر طرح سے مسلح تھے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائی اور مدد کی درخواست کی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور دین اسلام کو عروج و شان و شوکت ملی اور کفار و مشرکین کے قدم اُکھڑ گئے۔ کفار و مشرکین سے جنگ میں پہل مسلمانوں کی طرف سے نہ تھی بلکہ کافروں کی طرف سے ہوئی تھی۔ ان کے ظلم و فساد کی جڑ کاٹنے اور ان کے کفر کی سرکشی کا زور توڑنے کیلئے مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی اجازت دی گئی۔

**جہاد** کو بنیاد بنا کر جو غیر مسلم لادینی طاقتیں اسلام پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ اسلام تو تلوار کی طاقت سے پھیلا ہے انہیں انصاف کے ساتھ غور کرنا چاہئے کہ ہجرت سے قبل جو لوگ مکہ میں ایمان لائے تھے وہ تلوار کے زور سے نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور اچھے کردار کی وجہ سے مسلمان ہوئے تھے۔ تلوار کو کفار کے ظلم و ستم اور ان کے تشدد کو ختم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اُٹھایا گیا تھا اور قیامت تک اُٹھایا جاتا رہے گا۔ اس لئے کہ دین تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

آج کے اس دور میں اہل نظر اور عقل و شعور رکھنے والے مسلمان بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج پوری دنیا میں اسلامی ممالک کیساتھ ان باطل پرست اور لادینی قوتوں کا رویہ اور سلوک کیا ہے۔ ان مظلوم مسلمانوں کو کس طرح بے دردی کے ساتھ قتل کیا جارہا ہے۔ آج مسلمانوں پر معیشت کے تمام راستے بند ہوئے نظر آرہے ہیں۔ آج مسلمانوں کو افراط و تفریق میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کو انتشار میں بدلنے کی کوشش جاری و ساری ہے۔ اسلامی ممالک میں خصوصاً چیچنیا، بوسینا، کوسوو، فلسطین، عراق اور جموں کشمیر کے مسلمانوں پر ان باطل پرستوں اور لادینی قوتوں نے کس خطرناک انداز میں ظلم و بربریت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

جموں کشمیر کے مسلمانوں کو جس طرح قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا جارہا ہے ان کی املاک کو، جان و مال کو نقصان پہنچایا جارہا ہے ان کشمیری مسلمانوں کی ماؤں بہنوں کی عزتوں سے کھیلا جارہا ہے، چھوٹے بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ذبح کردیا جاتا ہے یہ تمام تر حالات و واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بھارتی فوجیوں کی درندگی آج ان باطل پرستوں اقوام متحدہ کے ٹھیکیداروں کو نظر نہیں آرہی ان ظالموں کے خلاف کسی قسم کی پابندی یا قانون تشکیل نہیں دیا جارہا، یہ باطل قوتیں ہمیشہ اسلام کے چاہنے والوں پر ہی پابندی لگانے ان پر ظلم اور تشدد کرنے کو اپنا اصل مقصد حیات سمجھنے لگتے ہیں۔

ان نامساعد حالات میں ضرورت اس امر کی تھی کہ اس دور میں ایسی اہل حق جہادی تحریک وجود میں آئے جو ان باطل پرستوں بے دینوں کو منہ توڑ جواب دے سکے اور انکے ناپاک عزائم کو خاک و خاشاک میں بدل سکے تاکہ ایک بار پھر اسلام کا رُعب و دبدبہ ان کے دل و دماغ میں بٹھا دیا جائے۔

ربِّ ذوالجلال کے فضل و کرم سے اس نے اہل حق کو اس پرفتن دور میں ایک ایسی تنظیم عطا فرمائی جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے ان سے عشق و محبت رکھنے والے جیسی صفات سے آراستہ ہیں اس تحریک کا نام 'مجاہدین لشکر اسلام' سے موسوم کیا گیا ہے۔ مجاہدین لشکر اسلام کا مقصد ملکی حکومت یا کوئی بڑا عہدہ حاصل کرنا نہیں، نہ ہی زمین کے کسی ٹکڑے پر جھگڑا کرنا۔ اسی طرح مال و متاع یا قومیت وطنیت کی عصبیت کیلئے جنگ و جدال کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف دین اسلام اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کیلئے جہاد کرنا، مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرنا، مسلمانوں کو چین و سکون سے عبادت کا ماحول فراہم کرنا ہے۔ خصوصاً باطل غیر مسلم طاقتوں کے ظلم و ستم اور تشدد اور بربریت کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنا لشکر اسلام کے مقاصد میں شامل ہیں۔

مجاہدین لشکر اسلام کی کامیابی اور بھارتی فوجیوں کے خلاف کاروائیوں کی تفصیل اخباری خبروں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ کثیر تعداد میں بھارتی فوجیوں کو لشکر اسلام کے مجاہد واصل جہنم کر چکے ہیں۔ لشکر اسلام کا جموں کشمیر میں اپنا نیٹ ورک ہے۔ مجاہدوں کو تربیت دینے کیلئے 'معسکر طارق بن زیادؓ کے نام سے سہنسہ گلپور میں تربیتی کیمپ بھی موجود ہے جہاں سے سینکڑوں مجاہدین جہاد کی تربیت لے چکے ہیں اس کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں میں رابطے دفاتر بھی قائم ہیں ہر ہفتے الگ الگ شہروں میں جہاد کے موضوع پر اجتماعات بھی کیے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو معلومات فراہم کرنے کیلئے نشر واشاعت کا سلسلہ بھی قائم کیا گیا ہے۔

لشکر اسلام کی سرپرستی مختلف خانقاہوں کے پیروں اور دارالعلوم کے مفتیان کرام کر رہے ہیں جن کی شفقت و مہربانی اور خصوصی تعاون نے لشکر اسلام کو مختصر عرصے میں کافی ترقی و عروج عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اہل علم، اہل تقویٰ بزرگوں کے علم و عمل میں خوب برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

تمام مسلمانوں سے عرض گزار ہوں کہ اگر آپ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم میں ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو اپنی اس پاکیزہ تحریک لشکر اسلام سے وابستگی اختیار کر لیجئے۔ ہر طرح کی جانی، مالی اور وقتی قربانی دینے کا عزم کر کے اس کا ساتھ دیجئے تاکہ نہ صرف کشمیر بلکہ پوری دنیا میں بسنے والوں کی مدد کی جاسکے۔

شعبۂ نشر واشاعت

جامع مسجد فاران مارٹن روڈ، پیر الٰہی بخش کالونی، نزد تین ہٹی، کراچی۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمان کا ہر کام اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کیلئے ہوتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہئے اور اسی نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجاہدین اسلام اپنی پیاری جان کا نذرانہ اپنے مالک و خالق عزوجل کے حضور پیش کرتے ہیں۔ مسلمان کی زندگی بامقصد ہے۔ جہاد جاری ہے تو غازی ہے اور اگر قتل کردیئے گئے تو شہید ہے۔ اور یہ تصور اور یہ کمال زندگی دنیا کے مذاہب و ادیان میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ اللہ رب العالمین کا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں اُمتِ مسلمہ پر خاص کرم و فضل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، اے لوگو! جانتے ہو ہم مسلمانوں کی طاقت کا کیا راز ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت سے پیار کرنا سکھایا ہے۔

جناب محمد شعیب مدنی سلمہ الرحمٰن (کراچی) کے اسرار پر یہ مختصر مضمون ترتیب دیا گیا۔ اس وقت 'زین الایمان' کتاب کی ترتیب اور دیگر تحریری کاموں میں مصروف و مشغول تھا لیکن ان کے جذبہ اخلاص و جہاد کو دیکھ کر فقیر نے دیگر کام کو موخر کر کے یہ مقالہ ترتیب دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر راضی ہو، اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا غلام اور صادق فرمانبردار بنائے اور بامقصد زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی
لاڑکانہ۔ سندھ

۲۴ ذوالحج ۱۴۲۱ھ
۲۰ مارچ ۲۰۰۱ء

## مقصد جہاد

**مستشرقین** (اہل مغرب بالعموم اور یہود و نصاریٰ بالخصوص جو مشرقی اقوام خصوصاً ملتِ اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب، تمدن، تاریخ، ادب، انسانی قدروں، ملی خصوصیات، وسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اسی غرض سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور اپنی تہذیب مسلط کر سکیں اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے ان کے وسائل حیات کا استحصال کر سکیں ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے اور جس تحریک سے وہ لوگ منسلک ہیں وہ تحریک استشراق کہلاتی ہے) نے جہاد کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ جہاد کا مطلب ہے ظلم کے خلاف جہاد۔ اسلام امن وسلامتی کا درس دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ مسلمان کا جان مال جب خطرے میں پڑ جائے ظلم و بربریت کا بازار گرم ہو جائے تشدد وعصبیت کی راہ اپنائی جائے تو ذلت کی کی زندگی سے بہتر ہے وہ جدید ہتھیاروں سے لیس ہو کر جہاد کرے تو یہ جہاد دفاعی وا۔

**مسلمان** کا جان مال خطرے میں آ جائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ جہاد کریں اپنا بھرپور دفاع کریں۔ اسلام یہی درس دیتا ہے۔

## جہاد کے لغوی معنی

**المنجد** میں ہے 'جہادٗ الجہد سے ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں۔ جہد فی الامر بہت کوشش کرنا اور جہاد مفاعلہ کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے۔

'جاہد مجاہدہ اور جہاداً' پوری طاقت لگا دینا۔

**اللہ تعالیٰ** فرماتا ہے:

وجاھدو فی اللّٰہ حق جہادہٖ (پ۱۷۔الحج:۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔

**خلاصہ** یہ ہے کہ جہاد کا مفہوم انتہائی قوت سے حملہ آور دشمن کی مدافعت کرنا۔ (مفردات القرآن، امام راغب)

**جہاد** کا مطلب ہے امن قائم کرنا جہاد کے معنی ہیں کسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اپنی انتہائی کوشش کو صرف کرنا جو کہ جہد سے نکلا ہے جس کا معنی ہے پوری کوشش کرنا یہ لفظ جنگ کے ہم معنی مستعمل نہیں کیونکہ جنگ کیلئے قتال کا لفظ مستعمل ہے جہاد وسیع معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں ہر قسم کی جدوجہد شامل ہے۔

**جہاد** کا اوّلین مقصد یہ ہے کہ غلبہ اسلام اور اہل اسلام مامون و مطمئن ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور مسلمانوں کو آزادی ہو، شوکت مسلمانوں کی ہو، دبدبہ مسلمانوں کا ہو اور اللہ تعالیٰ کا دین قیم تمام ادیان و مذاہب پر غالب ہو، قومی حیات ملی آزادی، جبر و استعداد کے خاتمہ کیلئے جہاد امور ضروریات میں سے ہے اور اس لئے اسلام نے اسے لازمی وضروری قرار دیا ہے تا کہ دنیا میں قانون فطرت کی ترویج ہو سکے۔

## جہاد کی اجازت

کفارِ مکہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز مرہ ہاتھ اور زبان سے شدید ایذائیں دیتے اور طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ کرام حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے۔ روز مرہ اس قسم کی شکایتیں دربارِ اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں فریادیں کرتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیتِ کریمہ ہے جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے:

اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا (پ۱۷۔الحج:۳۹)

پروانگی (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا۔

معلوم ہوا مسلمانوں پر جب ظلم ہو، ان کے جان و مال کو نقصان ہو، ان کے دین کو نقصان ہو، شعائر اسلام کو نقصان ہو، عفت مآب بہو بیٹیوں کی عظمت کو نقصان ہو تو مسلمانوں کا کام ہے کہ کفار سے جہاد کریں اور امن و امان قائم کریں اور جب صحابہ کرام نے مدینہ منورہ میں جہاد کیا فتح و نصرت ہوئی تو اسلامی حکومت قائم کی نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نفاذ ہوا اس پاک دور کا عدل و انصاف آج بھی ضرب المثل ہے۔

## جہاد کی پوری پوری تیاری کرو

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قرآن مجید میں اس طرح جہاد کی ہدایات فرماتا ہے:

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل (پ۱۰۔الانفال:۶۰)

اوران کیلئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ۔

وَ اَعِــــدُّ وْ صیغہ امر ہے اس کا مطلب ہے کہ مسلمانو! جتنی طاقت قوت اپنے زمانے حالات کے حساب سے ضروری سمجھو اس کی خوب تیاری کرو۔ حکومت اپنی حیثیت سے عوام اپنی حیثیت سے جہاد میں حصہ لیں اور موجودہ زمانے میں جدید ہتھیار، کلاشنکوف، بارود، راکٹ لانچر، بم دھماکے وغیرہ۔

## جہاد کی فرضیت

جہاد کی فرضیت قرآن مجید کی جس آیت سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھو شیئا وھو خیر لکم
وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (پ۲۔البقرہ:۲۱۶)

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جہاد کی فرضیت اس وقت مشروع ہوتی ہے کہ جب دشمنانِ اسلام مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ کریں یا مسلمان ملک کے خلاف سازش کریں یا مسلمانوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیں، شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) کو نقصان پہنچائیں اور عبادات پر پابندی ڈالی جائیں وغیرہ۔ ورنہ پھر جہاد 'فرض کفایہ' ہے۔

دولت و جاہ تو ایمان کا مقصود نہیں وقت آجائے تو سر دین پہ کٹاتے رہیے

## جہاد کی اقسام

(۱) جہادِ نفس (۲) جہادِ مال (۳) جہادِ زبان (٤) جہادِ دماغ و قلم (۵) جہادِ جان۔

یعنی جس سے جس قسم کا جہاد ہوسکتا ہے وہ کافروں اور منافقوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائے، تاکہ کفار (یہود، ہنوز اور نصرانی) ہر قسم کے دباؤ میں رہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامیابی کا یہ گر (جہاد) سیکھ کر اس پر عمل پیرا ہوئے تو دیکھتے دیکھتے روحانی و اخلاقی مادی اور سیاسی میدان میں ترقی کے اس بلند مقام پر پہنچے جس پر آج دنیا کی کوئی قوم نہیں پہنچ سکتی۔

## جہاد میں خرچ کرنا باعث اجر و ثواب ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح ترغیب دلاتا ہے:

وما تنفقوا من شئ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (پ۱۰۔الانفال:۶۱)

اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔

ولا ینفقون نفقۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یقطعون وادیا الا کتب
لھم لیجزیھم اللہ احسن ما کانوا یعملون (پ۱۱۔التوبہ:۱۲۱)

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کیلئے لکھا جاتا ہے
تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (پ۲۔البقرہ:۱۹۵)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

## مجاہدین کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجاہدین کی اس طرح دلجوئی فرمائی:

یا یھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (پ۲۶۔محمد:۷)

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

جو اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی کسی طرح بھی مدد کرے گا غلبہ اسلام، کفار سے جہاد کے ذریعے آزادی، دین کی نشر و اشاعت، درس و تدریس، دینی مدارس کا قیام و ترقی، دینی لٹریچر تیار کرنا، مساجد کی تعمیر وغیرہ وغیرہ کسی بھی دین کا بول بالا کرنا، مسلح کفار سے سینہ سپر مسلمان عسکری تحریکوں کی مدد کرے گا۔ اللہ رب العزت ان کی دنیا و آخرت میں بے مثال مدد کرے گا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

ولینصرن اللہ من ینصرہ (پ۱۷۔الحج:۴۰)

اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔

## جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں ان سے جہاد کریں

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ظلم کے خلاف لڑنے کا حکم فرماتا ہے:

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (پ۲۔البقرہ:۱۹۰)

اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔

الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوآ اولیآء الشیطٰن ان کید الشیطٰن کان ضعیفاً (پ۵۔النساء:۷۶)

ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں
تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا (پ۵۔النساء:۷۱)

اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو (یعنی دشمن کی گھات سے بچو یا ہتھیار ساتھ رکھو) پھر دشمن کی طرف تھوڑے ہو کر نکلو یا اِکٹھے چلو (الگ الگ دوستوں کی سورت میں یا اکٹھے ہو کر چلو جو حالات کے پیش نظر درست ہو)۔

وقاتلوا المشرکین کآفۃ کما یقاتلونکم کآفۃ واعلموآ ان اللہ مع المتقین (پ۱۰۔التوبہ:۳۶)

اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

مورتیوں، بتوں، صلیب، آگ، سورج اور گائے کے پوجاریوں مشرکوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں۔

## جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کی جو فضیلت قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے اس کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

ذالك بانهم لا يصيبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله ولا يطئون موطئا يغيظ الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين

یہ اس لئے کہ انہیں (جہاد میں) جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ (تپش) آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں۔ اس سب کے بدلے ان کیلئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بیشک اللہ نیکیوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا۔

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله (پ۲۸۔الصف:۴)

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔

یعنی مجاہدین اللہ کے دوست ہیں یہ محبوبیت کا مقام اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ ۔۔۔ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں کی جان اور مال خرید لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں واضح فرماتا ہے:

ان الله اشترىٰ من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا (پ۱۱۔التوبہ:۱۱۱)

بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں (کافر کو) اور مریں (خود) اس کے ذمہ کرم پہ سچا وعدہ۔

يايها الذين اٰمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا فيكم غلظة واعلموآ ان الله مع المتقين (پ۱۱۔التوبہ:۱۲۳)

اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب تر ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

جو مجاہدین اسلام متقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔

يا يها النبي حرض المؤمنين على القتال (پ۱۰۔الانفال:۶۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ فرمایا، وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔ پوچھا پھر کون؟ ارشاد ہوا پھر وہ مومن جو کسی گھاٹی میں رہ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر و فساد سے بچائے ہوئے ہے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا سب سے افضل شخص وہ ہے جو اپنے مال اور جان سے جہاد میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہیں میں سے بنائے۔ آمین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق (صحیح مسلم)

جو شخص اس حالت میں مرا ہو کہ اس نے نہ تو (عملاً) جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کرنے کا خیال اس کے دل میں گذرا تو وہ ایک قسم کے نفاق (منافقت) پر مرا ہے۔

اس ارشادِ نبوی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ دین کی سرفرازی و سربلندی کیلئے جہاد کرے اور اگر جہاد کرنے سے کوئی شرعی عذر مانع ہو تو کم از کم یہ عزم و ارادہ ضرور رکھے کہ میں موقع پا کر ضرور جہاد کرونگا اور جو شخص ان دونوں باتوں سے محروم ہو تو ایسے شخص کی موت اس منافق کی موت کے مشابہ ہے جو مال و جان اور عزیز و اقارب کی فکر میں اسلامی جہاد سے کنارہ کش رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے دوسری روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لقى الله بغير اثر من جهاد لقى الله وفيه ثلمة (ترمذی، ابن ماجہ)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کے جسم پر جہاد کا کوئی نشان نہ ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس میں کمی ہوگی۔

اس حدیث کا مفہوم یہ کہ جس شخص نے جہاد کا کوئی شعبہ بھی اختیار نہ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان، مال، وقت میں سے کوئی چیز بھی صرف نہ کی ہو تو ایسا شخص مرنے کے بعد ناقص دین لے کر بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہوگا کیونکہ دین کی تکمیل جہاد سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جس نے نہ تو خود جہاد کیا اور نہ کسی مجاہد کا سامان دُرست کیا اور نہ کسی مجاہد کے گھر والوں سے بھلائی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے پہلے اسے کسی سخت مصیبت میں مبتلا کردے گا۔

## مجاھدین کیلئے اجر و ثواب

یہ نہ سمجھا جائے کہ جہاد کرنے والوں کیلئے کوئی صلہ نہیں بلکہ ان مجاہدین کیلئے ربّ کریم نے بڑا اجر وثواب رکھا ہے۔

واوذوا فی سبیلی وقٰتلوا وقتلو لا کفرن عنھم سیأتھم ولا دخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر ثوابا من عند اللّٰہ واللّٰہ عندہ حسن الثواب (پ۴۔آل عمران:۱۹۵)

اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اُتار دونگا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤنگا جن کے نیچے نہریں رواں۔ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اس کا مطلب شہید براہِ راست سیدھا جنت میں جائے گا۔

ومن یقاتل فی سبیل اللّٰہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرا عظیما (پ۵۔النساء:۷۴)

اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

شہید اور غازی دونوں کیلئے اللہ ربّ کریم کے پاس بڑا اجر وثواب ہے۔

لا یستوی القٰعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجٰھدون فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم فضل اللّٰہ المجٰھدین باموالھم وانفسھم علی القٰعدین درجۃ وکلا وعد اللّٰہ الحسنٰی وفضل اللّٰہ المجٰھدین علی القٰعدین اجرا عظیما درجٰت منہ ومغفرۃ ورحمۃ وکان اللّٰہ غفورا رحیما (پ۵۔النساء:۹۵)

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا (ہے)۔
اور اللہ تعالیٰ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا (ہے)۔ اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر
بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے اُس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## جہاد اور منافقین

جب مسلمانوں پر جہاد فرض ہوا تو منافقین بے چین ہو گئے کیونکہ ان پر جہاد بجلی بن کر آیا تھا۔ وہ جہاد کو بار گراں سمجھتے تھے اور بار بار جہاد سے اظہار نفرت کرتے تھے۔ جہاد کی اپنے اپنے انداز سے مخالفت کرتے تھے۔ منافقین کا جہاد سے منہ پھیرنا واضح ہو گیا بلکہ جہاد فرض ہونے کے بعد منافقین واضح ہو گئے۔

جہاد کے وقت منافقین کی کیفیت کیا تھی قرآن شریف کی زبانی پڑھئے:۔

(ترجمہ) اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ اُتاری گئی پھر جب کوئی پختہ سورت اُتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی منافقین) کہ تمہاری طرف (پریشان ہوکر) اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر مُردنی چھائی ہو تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے پھر جب حکم ناطق ہو چکا (جہاد فرض کر دیا گیا) تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔ (پ۲۶۔محمد:۲۰،۲۱)

(ترجمہ) اگر باز نہ آئے منافق (اپنے نفاق سے) اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے (اور تمہیں ان پر مسلط کریں گے) پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن۔ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں گے پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں۔ (پ۲۲۔الاحزاب:۶۱)

منافقین کے چہروں پر داڑھیاں بھی تھیں، نماز بھی پڑھتے تھے، مسجد نبوی کے مقابلہ میں مسجد بھی بنائی تھی اور اس مسجد ضرار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی آرزو بھی رکھتے تھے لیکن خدا نے ان کے سارے پروگرام اور پلاننگ کو نیست و نابود کر دیا اور مسجد کو جلایا گیا۔ دیکھئے دسواں پارہ التوبہ، آیت: ۱۰۷۔ اس کے علاوہ سورۂ منافقون پڑھ کر دیکھیں کلمہ شریف پڑھتے تھے لیکن قرآن فرما رہا ہے کہ ان کے ظاہری اعمال کو کیا کیا جائے ان کے دل پلید ہیں اندر میں نفاق رکھتے ہیں، نیت کے گندے ہیں۔ دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہیں انکے اعمال کی بنیاد خیر پر نہیں شر پر ہے۔ کلمہ پڑھتے ہیں لیکن دل سے نہیں۔

اور آجکل پھر ایسے منافقین ہیں جو بظاہر 'مسکین صورت' ہیں لیکن حقیقت میں 'یزید سیرت' کے حامی ہوتے ہیں اور ان کے قلوب بھی بغض و نفرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں اور یاد رکھئے ان کے کسی بھی کام کی بنیاد خیر پر نہیں شر پر ہے۔

المدد یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور المدد یا غوث اعظم دستگیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پکارو تو انہیں شرک نظر آتا ہے اور ان کے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں بغض رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود و موجزن ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب کو کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد اور سختی کا حکم صادر فرمایا:

یایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم وما واھم جھنم وبئس المصیر

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو

اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔ (پ۱۰۔التوبہ:۷۳)

یہاں کفار سے مراد حربی کفار ہیں اور کفار سے جہاد تلوار سے ہے۔ منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے۔ مسلمان پر نرم ہونا کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے۔ حضرت عطا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے (کفار سے) تمام نرمی کرنے کی آیات منسوخ ہوگئیں۔ (تفسیر روح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ کھلے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

## جہاد میں اللہ کریم کو یاد کرو

اللہ تعالٰی قرآن مجید میں مجاہدین اسلام کو فرماتا ہے کہ میدانِ جنگ میں بھی اللہ تعالٰی کو یاد کیجئے اور اسی میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

یا یھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیرا لعلکم تفلحون (پ۱۰۔الانفال:۴۵)

اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

معلوم ہوا کہ مسلمان کو ہر حال میں لازم ہے کہ وہ اپنے قلب و زبان کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھے اور کسی سختی و پریشانی میں بھی اس سے غافل نہ ہو۔ (خزائن العرفان) میدانِ جہاد میں خود پسندی خود نمائی کی ضرورت نہیں اور جہاد کے جوش میں نماز روزے (اگر رمضان ہو) ذکر شریف درود شریف سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے بلکہ جہاد کے ساتھ رب کریم و پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور اسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔

لفظ کثیر آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ نماز کے علاوہ بھی رب کریم کو یاد کیا جائے۔ ہر وقت اس کا مالک کی طرف دھیان رہے ہر وقت اس کی حمد و ثنا ہو، ہر وقت اسکے شکرانے ادا کئے جائیں کہ ہمیں جہاد جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور عظیم جماعت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نسبت مبارک نصیب ہوئی۔ اللہ کریم کی عنایت خاص ہے، محبوب پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ آج ہم کفار کے مدمقابل ہیں اور اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا کی خاطر ہم آج اس مقام عظیم پر ہیں۔

محبوب پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جہاد کے نظارے سامنے رہیں تاکہ وہ اخلاق و اخلاص کی دولت میسر ہوسکے جو وقت بھی ملے نماز تلاوت کے علاوہ اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر میں دل و زبان مصروف رہیں۔

جہاد کے وقت بھی لا الٰہ الا اللہ کا وِرد اور دُرود و سلام کے نغمے زبان پر جاری ہوں تاکہ یہ کیفیت طاری ہو۔ بقول شاعر ؎

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد        میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

## اصل کامیاب مسلمان ھیں

مجاہدین لشکرِ اسلام کو چاہئے کہ کفار کے کثیر تعداد اور جدید ہتھیاروں کو دیکھ کر ان سے گھبراہٹ محسوس نہ کریں اسلئے کہ اصل کامیابی مسلمانوں کی ہے کیونکہ مسلمان دونوں طرح کے فائدے میں ہیں، غازی کی صورت میں بھی اور شہید کی صورت میں بھی۔ اس لئے کہ زندگی کا اصل مقصد اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے اور مجاہدین لشکرِ اسلام اس رضا کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔اس لئے مجاہدین ہر صورت میں کامیاب ہیں۔

فلا تهنوا وتدعوآ الى السلم وانتم الاعلون واللّٰه معكم ولن يتركم اعمالكم (پ۲۶۔محمد:۳۵)

تو تم سستی نہ کرو (یعنی دشمن کے مقابل میں کمزوری نہ کھاؤ) اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا (یعنی تمہیں اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائیگا)۔

## شہید کا معنی اور اس کی اقسام

### شہید کا معنی

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

الشهيد فعيل بمعني الفاعل وهو الذي يشهد بصحة دين اللّٰه تارة بالحجة والبيان واخرى بالسيف والسنان ويقال للمقتول فى سبيل اللّٰه شهيد من حيث انه بذل نفسه فى نصرة دين اللّٰه وشهادته له بانه هو الحق ( تفسیر کبیر، جلد۳ صفحہ۲۶۲

شہید بر وزن فعیل بمعنی فاعل ہے اور شہید وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی صحت و صداقت کی کبھی تو دلیل و برہان اور قوت بیان سے اور کبھی شمشیر و سنان سے شہادت دے اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کو بھی اسی مناسبت سے شہید کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی جان قربان کرکے اللہ کے دین کی حقانیت کی شہادت دیتا ہے۔

## شہادت

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی۔

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں زمین پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں۔

یہ شہادت ایک سبق ہے حق پرستی کیلئے اک ستون روشنی ہے بحر ہستی کیلئے۔

## شہید کی دنیا میں واپس لوٹنے کی خواہش

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہیں کوئی آدمی ایسا نہیں ملے گا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد اس دنیا میں پھر واپس آنے کی خواہش رکھتا ہو، سوا شہید کے کہ وہ جنت کی نعمتوں اور لذتوں سے ہمکنار ہونے کے بعد بھی اس خواہش کا اظہار کرے گا کہ اسے دنیا میں دسوں بار لوٹا دیا جائے تاکہ بار بار شہادت کی نعمت سے سرفراز ہونے کا اسے موقع ملے۔ اس کے بعد دل میں یہ آرزو شہادت کے اس صلے کی وجہ سے پیدا ہوگی جو جنت میں اسے ہر طرف نظر آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

## شہادت کی قسمیں

شہادت جہری اور شہادت سرّی یعنی اعلانیہ اور پوشیدہ۔ شہادت جہری یہ کہ ایک مسلمان اللہ کی راہ میں اعلان کلمۃ اللہ کیلئے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے لڑتا ہوا اور طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتا ہوا اعلانیہ جان دے دے یا مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے اور شہادت سرّی یہ ہے کہ کسی کے زہر دینے سے یا طاعون کی وبا سے یا اچانک کسی حادثہ کا شکار ہو جائے مثلاً کوئی عمارت گر جائے اور یہ نیچے آ کر دب جائے یا کہیں آگ لگ جائے اور یہ جل جائے، یا تیرتا اور نہاتا ہوا، یا سیلاب کی وجہ سے ڈوب جائے یا طلبِ علمِ دین یا سفرِ حج یا سفر تجارت یا پیٹ اور سل اور دق کے مرض میں انتقال کر جائے اور حالتِ نفاس میں مر جائے۔

## شہید کا مقام و مرتبہ

جومسلمان کفار سے برسرپیکار اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کروں اور انہی کی رضا میں اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔اس کا اللہ کریم کے پاس بہت بلند مقام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیآء ولٰکن لا تشعرون (پ۲۔البقرہ:۱۵۴)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون الخ (پ۴۔آل عمران:۱۶۹،۱۷۱)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔
خوش ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے
(اور دنیا میں وہ ایمان وتقویٰ پر ہیں جب شہید ہوں گے ان کے ساتھ ملیں گے) کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔
خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

## شہداء زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں

**حیات** روح وجسم دونوں کیلئے ہے۔علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اسکے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تروتازہ پائے گئے (تفسیر خازن)
انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجر وثواب بڑھتا رہتا ہے۔

**حدیث شریف** میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

**اللہ تعالیٰ** نے شہداء کو اپنے فضل وکرامت اور انعام واحسان سے موت کے بعد حیات دی اپنا مقرب بنایا جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں اور ان منازل کے حاصل کرنے کیلئے توفیق شہادت دی۔

**حدیث** میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کسی (مسلمان) کو راہِ خدا میں زخم لگا وہ روزِ قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون میں خوشبو مشک کی ہوگی اور رنگ خون کا۔ (بخاری ومسلم)

**ترمذی** ونسائی کی حدیث میں ہے۔شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسی کسی کو ایک خراش لگے۔

**حدیث** میں ہے،شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ (صحیح مسلم۔تفسیر خزائن العرفان ۲۹۔۹۲)

والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم (پ۲۶۔محمد:۴)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا (یعنی ان کے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا)۔

## غلبۂ اسلام

اسلامی جہاد خونریزی و غارت گری کی کوئی منظم اسکیم نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کو دنیا کے خالق و مالک کے اقتدار اعلیٰ کے تحت لانے کی عظیم الشان تحریک اور جدو جہد کا نام ہے۔ غیر اللہ کی بندگی کا قلادہ اتار کر صرف اللہ کی بندگی فرد سے جمعیت تک خانگی معاملات سے امور سلطنت تک ہر ایک جگہ قوانین الٰہیہ کے نفاذ کا نام ہے۔

دنیا کے تمام غیر خدائی قوانین چونکہ انسانوں کے خودساختہ ہیں اس لئے ان کے ذریعہ انسان' انسان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون نہیں رہ سکتا۔ ہر بڑی مچھلی چھوٹی کونگل جانے کی فکر میں رہتی ہے۔ دنیا میں اقتدار اور حکومت و سلطنت حاصل کر لینے والے جب اللہ تعالیٰ کے قوانین کی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں تو ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظلم ان کا شیوہ بن جاتا ہے، جور و ستم ان کی سرشت ہو جاتی ہے۔ ایسے سارے نظام ہائے ملکی و سماجی کو ختم کر کے محض خدا کا قانون نافذ کرنے کرانے کی کوشش کو جہاد کہتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

و قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظٰلمین

اوران سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو جائے۔ پھر اس کے بعد وہ باز آ جائیں

تو ان کے اوپر زیادتی نہ کرو۔ ہاں ظالموں پر زیادتی گناہ نہیں۔ (پ۲۔ البقرہ:۱۹۳)

نظام اسلام کو نافذ کرنے والی تحریکوں کو دبانا اور جو لوگ اسلام کے حقیقی خیر خواہ ہیں انہیں کمزور کرنا عظیم فتنہ ہے۔ صالحین کی زندگیوں سے دنیا میں صالحیت کا فروغ ہوتا ہے اور بدکاریوں کی ترقی سے بدکاریاں پھیلتی ہیں۔ لہٰذا ہر رکاوٹ جو اسلامی نظام اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفاذ میں رُکاوٹ بنے وہ فتنہ ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے۔

والفتنۃ اکبر من القتل (پ۲۔ البقرہ:۲۱۷)

اور فتنہ قتل سے بڑا جرم ہے۔

ان تمام رکاوٹوں کو جو عالم پر رحمت ربانی کی بارش میں رُکاوٹ بن رہے ہیں' دور کرنا مسلمانان عالم کا اہم ذمہ ہے۔

(اسلام اور امن عالم ۱۴۲)

## صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبۂ جہاد (چند جھلکیاں)

دورِ حاضر کے مجاہدین 'لشکر اسلام' جہاد کی تیاری میں اور شوقِ جہاد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حکایات اوران کے واقعات کو مشعلِ راہ بنائیں۔ اس مختصر رسالہ میں ان تمام کا احاطہ ممکن نہیں لہٰذا ان میں سے چند ایمان افروز واقعات پیشِ خدمت ہیں۔ انہیں دل کی گہرائیوں سے مطالعہ کریں اوراپنے قلوب میں ایمان کی مٹھاس کو محسوس کریں۔

**صحابیٔ رسول** حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی ہوگئی پہلی رات تھی گھر میں تھے آرام کر رہے تھے کہ کمرے میں مدینے کی گلیوں سے آواز آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا شہید کر دیا گیا اب یہ جو آواز آئی ابھی اپنے کمرے میں ہیں مکان میں اپنی بیوی کے پاس ہیں آپ فوراً باہر آئے کہ کیسی آواز آئی یہ کیسی خبر آئی، لوگوں سے معلوم کیا اوراسی حال میں اُحد پہاڑ کی طرف روانہ ہوگئے

جذبۂ جہاد دیکھئے! آپ جب وہاں پہنچے رات کا وقت تھا معرکہ کارزار گرم تھا، مکہ کے کافروں نے میدانِ اُحد میں مسلمانوں پر شب خون مارا ہوا تھا۔ یہ نوجوان صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کی، ماں کی، گھر کی، شبِ زفاف کی، شبِ عروسی کی پرواہ کیے بغیر میدان کارزار میں کود پڑے، آنے کے ساتھ ہی لڑائی شروع کردی۔

**بعض** صحابہ کرام نے دیکھا کہ ایک نوجوان اچانک میدان میں داخل ہوا اور ایک دم لڑائی شروع کر دی، صحابہ کرام پہچان گئے۔ صبح ہوئی لڑائی ختم ہوئی دشمن بھی بھاگ گئے اور مسلمان لاشوں کو شمار کرنے لگے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں حنظلہ آگئے تھے مصروفِ جہاد تھے اب ان کی لاش نہیں مل رہی ہے۔ اللہ اللہ! بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا حنظلہ کو غسل دیا جارہا ہے۔ آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہے۔

**حنظلہ** وہ صحابی تھے جن کو فرشتے غسل دے رہے تھے اس لئے کہ گھر سے نکل کر وہ میدانِ جنگ کی طرف آئے تھے تو غسل کیے بغیر چلے آئے تھے۔ اب شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوگئے فرشتے غسل دے رہے تھے۔ سبحان اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اپنی زندگی ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے کہ جب موقع ملے اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہو تو جان کا نذرانہ پیش کردیں۔ صحابہ کی اس سے بڑھ کر دین کیلئے خدمت اور کیا ہوگی۔ یہی جذبہ تھا نوجوانوں میں، یہی جذبہ تھا بوڑھوں میں، یہی جذبہ تھا ہراس شخص میں جس نے اپنے آپ کو دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ کردیا تھا۔

## غزوۂ تبوک

اسلامی تاریخ کا یہ اہم غزوہ بھی اسی سال ۹ ہجری کو پیش آیا۔ رجب شریف ۹ ہجری میں ہرقل بادشاہ روم نے چالیس ہزار رومیوں کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کا پروگرام بنالیا۔ کچھ لوگوں کی طرف سے اسے بتایا گیا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے۔ لوگ بددل ہیں، فاقوں سے پریشان ہیں۔ اگر ان دنوں حملہ کردیا جائے تو فتح ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری، ج ۸ ص ۸۵)

ہرقل نے اس کام کیلئے فوج کو سال بھر کی تنخواہیں پیشگی تقسیم کردی تھیں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۱۹۹)

ایک شامی تاجر نے یہ خبر پہنچائی تھی کہ ہرقل آرہا ہے اس (خبر واحد) پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو مقابلہ کیلئے تیاری کا حکم دیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ تبوک کی سرحد پر پہنچ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ گرمی کا موسم، لمبا سفر، بے سروسامانی، فقر و فاقہ کی آزمائش۔ ایسے نازک موقع پر جنگ کا حکم دینا معمولی کام نہ تھا۔ منافقین گھبرا گئے کہ پردہ اُٹھ جائے گا اور ان کا راز کھل جائے گا لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ لا تنفروا فی الحر گرمی میں مت نکلو ایمانداروں نے دل و جان سے حکم مانا۔ سراپا نیاز بن گئے مالی جانی قربانیوں سے گریز نہ کرنے کا عہد کرلیا۔ سب سے پہلے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا سارا مال دربارِ رسالت میں پیش کردیا جس کی مالیت چار ہزار درہم کے لگ بھگ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نے کچھ اپنے گھر والوں کیلئے بھی چھوڑا ہے؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ان کیلئے خدا اور مصطفےٰ کو چھوڑا ہے۔ (سبل الہدیٰ، ج ۵ ص ۱۲۸)

مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے اس سلسلہ میں جذبات محبت عرض کردوں۔

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آگیا — جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت — ہر چیز جس سے چشم و جہاں میں ہو اعتبار
بولے حضور چاہئے فکر عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر — اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس — صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

آپ کے بعد سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے پورے گھر کا آدھا حصہ دربار یار میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے وہ ہی سوال فرمایا جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہا تو نے گھر والوں کیلئے کچھ رکھا ہے؟ عرض کی حضور! آدھا یہاں پیش کر دیا، آدھا گھر والوں کیلئے رکھ آیا ہوں۔ اس دن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی میدان میں آگے نہیں جاسکتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسو اوقیہ چاندی دربارِ رسالت میں پیش کی۔ باقی گھر کا آدھا سامان گھر کیلئے رکھا اور دوسرا آدھا جہاد کی ضروریات کیلئے پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی، اللہ تجھے اس مال میں برکت دے جو تو نے رکھا اور جو تو نے خرچ کیا۔

## دعا کی برکت

اس موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے جو مال میں برکت کیلئے دعا فرمائی۔ اس کا اندازہ آپ درج ذیل سطور سے کرسکیں گے۔

- ☆ چار ہزار دِرہم ایک مرتبہ خرچ کئے۔
- ☆ چالیس دِینار پھر دوبارہ خرچ کئے۔
- ☆ پانچ سو گھوڑے پھر ایک مرتبہ اللہ کی راہ میں دیئے۔
- ☆ آپ نے ۴۱ ہجری میں وفات سے قبل وصیت کی کہ ان کے مال سے پچاس ہزار دِینار اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں۔
- ☆ ہر بدری کو جو اس وقت موجود تھے چار سو دینار دینے کی وصیت کی۔
- ☆ ایک ہزار گھوڑے مجاہدین اسلام کو دینے کی وصیت کی۔
- ☆ ان وصیتوں کے بعد اتنا سونا بچا کہ کلہاڑوں سے کاٹا گیا تھا۔
- ☆ آپ کی ہر بیوی کے حصہ میں اسّی ہزار دینار آیا۔ بیویاں چار تھیں۔ (اسدالغابہ، ج ۳ ص ۳۸۵)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور ستر وسق کھجوریں پیش کیں۔ وسق وہ وزن ہے جسے اونٹ پر لادا جاتا ہے۔ (زرقانی، ج ۳ ص ۶۴)

اس کے بعد سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ آپ نے دس ہزار مجاہدین کیلئے اسلحہ زرہیں، سواریاں مہیا کیں۔ بروایات دیگر ساز و سامان سے لدے ہوئے تین سو اونٹ اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس فیاضی کو دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ ایک روایت جسے امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار دینار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشی کے عالم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے یہ دعا فرمائی، اے اللہ! تو عثمان سے راضی ہوجا میں اس سے راضی ہوں۔ (فتح الباری، ج ۷ ص ۴۴) پھر یہ دعا فرمائی، اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ اس دولت پر جو تو نے مخفی رکھی اور جس کا تو نے اعلان کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ عثمان کو کوئی پرواہ نہیں کہ آج کے بعد وہ کوئی عمل کرے۔ (زرقانی، ج ۳ ص ۶۴)

خواتین کیلئے ایثار کا یہ عالم تھا کہ مجاہدین کیلئے ہر قسم کا زیور جو پہنے ہوئے تھیں۔ انگوٹھیاں، گوشوارے (بالیاں) پازیب، گلوبند، سونے کے کڑے بارگاہِ رسالت میں پیش کر رہی تھیں۔ جن صحابہ کو سواری میسر نہ آسکی اور وہ ساتھ چلنے سے معذور تھے تو اس صدمہ پر ان کے بے ساختہ آنسو بہہ رہے تھے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مقدس نے فرمایا:

واعینهم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون (پ۱۰۔التوبہ:۹۲)

اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔ اس غم میں کہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں کہ جسے خرچ کرسکیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما کو روتے ہوئے یامین النضری نے دیکھا تو رونے کا سبب پوچھا انہوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کوئی سواری مہیا ہوجائے تو ہم بھی تبوک ساتھ چلیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معذرت فرمائی کہ اب سواری نہیں۔ اس محرومی پر رو رہا ہوں۔ حضرت یامین بن عمر نضری نے انہیں اونٹ خرید کر دیا ساتھ زادِ راہ بھی دیا کہ غزوہ میں شریک ہوں۔ اسی طرح سے غزوہ میں شریک نہ ہوسکنے والوں میں یہ نام سرفہرست ہیں۔ عرباض بن ساریہ فزاری، ہرمی بن عبداللہ، عبداللہ بن مغفل، عمر بن حمام، سالم بن عمیر، علبہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

## خلوص کی قدر و منزلت

اسی غزوہ تبوک کے موقع پر جہاں صحابہ نے بے پناہ مالی تعاون پیش کیا۔ وہاں پر صحابہ کے خلوص کی قدر بھی اجاگر ہوتی ہے۔ حضرت ابوعقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاد کیلئے لوگوں کو مال پیش کرنے کی تلقین کی ہے تو آپ نے گھر پر نظر ڈالی کہ کچھ ہو تو پیش کریں مگر کوئی چیز پیش کرنے کیلئے نظر نہ آئی۔ ایک یہودی سے طے ہوا کہ اس کے باغ کو ڈول سے پانی دینگے اور وہ جو کچھ دیگا دربارِ رسالت میں پیش کرینگے۔ رات بھر کی محنت کا پھل صبح کو دو سیر کھجوروں کی شکل میں ملا۔ ایک سیر کھجوریں گھر کیلئے رکھ لیں اور ایک سیر دربارِ رسالت میں لے گئے۔ آپ نے ان کی محنت، ہمت، وارفتگی پر نگاہ فرماتے ہوئے ان کے خلوص کی حوصلہ افزائی کی اور فرمایا، ابوعقیل سے یہ کھجوریں لے لو اور جتنے ڈھیر پڑے ہیں سبھی پر ایک ایک دانہ رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ ابوعقیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خلوص کی برکت سے ان تمام صدقات کو قبول فرمائے گا۔ (رحمۃ اللعالمین، ج ۱ ص ۱۳۶)

## مذاق اُڑانے والوں کیلئے عذاب

اس غزوہ میں جہاں جاں نثاروں کی کمی نہیں وہاں دشمنانِ اسلام بھی دکھائی دیتے ہیں۔ جو غریب مسلمانوں کی معمولی سی اعانت پر استہزا کرتے کہ تیری اس دولت کی خدا کو کیا ضرورت تھی یہ چند سیر کھجوریں نہ بھی لاتا تو کون سا فرق آرہا تھا۔ اگر کوئی صحابی مال زیادہ پیش کرتا ہے تو اس پر ریا کا الزام لگا دیتے۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقٰت والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم (پ ۱۰۔ التوبہ: ۷۹)

جو لوگ خوشی خوشی خیرات کرنے والے مومنین پر ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں اور نادار لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس مذاق کی سزا دے گا اور ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

## لسانی جہاد اور قلمی جہاد

قرآن مجید میں مالی جہاد کا ذکر جانی جہاد سے زیادہ مقدم آیا ہے اس کی وجہ ظاہر یہ کہ محاذ جنگ پر جانا اور جسمانی جہاد میں شریک ہونا ہر ایک کا کام نہیں ہے (عورتیں بوڑھے اور بچے بچیاں اور معذوروں کی بھی خاصی تعداد موجود ہے) لیکن مالی جہاد میں حسب مقدور حصہ لینا ہر ایک کیلئے آسان ہوتا ہے اس لئے مالی جہاد کا دائرہ وسیع ہے (دین کی اشاعت مدارس کی تعمیر وترقی بھی جہاد ہے جو کہ مال سے سرانجام دیا جائے گا)۔

**دوسری** وجہ یہ ہے کہ قتال کی ضرورت کبھی کبھی پیش آتی ہے اور مالی جہاد کی ضرورت مسلسل موجود رہتی ہے۔

جہاں ایک قسم 'لسانی جہاد' بھی ہے اور وہ ہے دلائل وبراہین سے حق ثابت کرنا۔ باطل کے تمام شکوک وشبہات اپنی بیانی واستدالی قوت سے زائل کرنا لوگوں کو وعظ ونصیحت اور ترغیب وتحریص سے جہاد پر آمادہ کرنا۔ چنانچہ ایک حدیث میں مالی وجانی جہاد کے ساتھ ساتھ لسانی (زبانی) جہاد کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، نورِ مجسم، شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم السنتكم (ابوداؤد، نسائی)

مشرکوں سے اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کرو۔

اور قلمی جہاد بھی لسانی جہاد کے حکم میں ہے کہ عام حالات میں تحریر تقریر سے زیادہ مؤثر اور پائیدار ثابت ہوا کرتی ہے۔

کتاب اللہ میں لسانی اور قلمی جہاد کو 'جہاد بالقرآن' (قرآن کے ذریعے جہاد کرنا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

فلا تطع الكٰفرين وجاهدهم به جهادا كبيرا (پ۱۹۔ الفرقان:۵۲)

کفار کے کہنے میں مت آیئے اور ان سے قرآن کے ساتھ بڑا جہاد کیجئے۔

مالی جہاد، لسانی جہاد اور قلمی جہاد کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر اہم ہے۔ مخیّر حضرات مالی جہاد میں بھر پور کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع فراہم کیا ہے۔

لسانی وقلمی جہاد کے شعبے میں علمائے اہلسنّت کا کردار نمایاں ہے۔ تاریخ سے یہ بات واضح ہے کہ علمائے اہلسنّت نے وعظ وتقریر کے ذریعے حق کا آواز بلند کیا ہے باطل کے خلاف بھر پور کردار ادا کیا ہے اور جہاد کیلئے عوام الناس کو تیار کیا ہے اور اہل قلم علمائے اہلسنّت نے بھی بلند پایہ علمی شہ پاروں سے اُمتِ مسلمہ کو نوازا ہے۔ اس طرح ہماری تاریخ روشن تاریخ ہے۔